حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب
ممبر سینیٹ آف پاکستان

مسئلہ کشمیر

(ملکی اور بین الاقوامی حالات کے تناظر میں)

۲۲ فروری ۱۹۹۰ء کو سینیٹ آف پاکستان میں کی گئی تقریر کی تلخیص

یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ ساری قوم اس مسئلے پر متفق اور متحد ہے اس کے لئے حزب اختلاف کو حزب اقتدار نے بھی بلایا۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کوشش کی کہ دنیا کو یہ سمجھایا جائے کہ حزب اقتدار کا مسلک اور حزب اقتدار کا ہدف وہی ہے جو حزب اختلاف کا ہے۔ کسی مسئلے پر ساری قوم سارے شہر اور سارے علاقے کا اکٹھا ہونا چاہیے۔ تاکہ مشترکہ طور پر ہم اس کا دفاع کر سکیں۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ قسم قسم کی بولیاں بولی جا رہی ہیں اور یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ بعض دانشوروں کی جانب سے یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم جنگ کے متحمل نہیں ہیں ہم جنگ نہیں لڑ سکتے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ یہاں پر اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق ہم نے اب یہ مسئلہ حل تو کرانا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ معذرت خواہانہ انداز میں یہ بھی کہتے ہیں یہ مسئلہ ہمارا نہیں ہے ہمارا اٹھایا ہوا نہیں ہے یہ بنیاد پرستوں کا نہیں بلکہ یہ وہاں کے باشندوں کا مسئلہ ہے ـ

درماندہ صلاح و ترامیم الحذر زین رسمہا کہ مردم عاقل نہادہ اند

اس کا مقصد یہ ہے کہ ملک کی تقسیم کا فلسفہ ہی غلط تھا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ نہیں سمجھا ہم نے کشمیر کو وہاں کے چند باشندوں کا مسئلہ سمجھا ہے کہ وہ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ اپنی جدوجہد کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اس سے زیادہ بزدلی کی بات کوئی ہو نہیں سکتی کہ یہ کہا جائے کہ کشمیریوں کی حمایت اس طریقے سے کر رہے ہیں کہ جس طریقے سے ہم نے نمیبیا کی آزادی کی حمایت کی ہے یا ہم نے فلسطین کے حریت پسندوں کی حمایت کی ہے یا ہم نے دنیا کے حریت پسندوں کی حمایت کی ہے اس کا معنی یہ ہے کہ یہ ہمارا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہمارا اس سے کوئی تعلق ہی نہیں جب کہ اقوام متحدہ کے اندر پاکستان یہ لکھ کر دے چکا ہے کہ پاکستان کشمیر کا وکیل ہے۔ اور پاکستان کشمیر کی جانب سے وہاں کا مختار عام ہے۔ اس لحاظ سے پاکستان ہی کا فرض تھا کہ وہ اس مسئلہ کو اٹھاتا اور آگے بڑھاتا۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ کشمیریوں کو اس کے اندر شامل کیا جائے یہ ہماری زبان کی لکنت ہے

ہم اپنی ترجمانی صحیح نہیں کر سکتے۔ جب اقوام متحدہ میں ہم نے لکھ دیا ہے کہ پاکستان کشمیریوں کا وکیل ہے تو بحیثیت وکیل
ہمارا کوئی موکل بھی ہونا چاہیئے اور ہمارا موکل وہی کشمیر کا علاقہ تو ہے اور وہاں کے لوگ ہمارے موکل ہیں جب وہ
ہمارے موکل ہیں تو ان کا اس کے ساتھ فریق بنانے میں کیا اشکال ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم مسئلے کی صحیح ترجمانی
نہیں کر [illegible] وقت بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم اس مسئلے کو قانونی طور پر اقوام متحدہ میں نہیں اٹھا سکتے اور
بسا اوقات یہ حکومت کے بڑے بڑے کارندوں کی جانب سے بھی کہا جاتا ہے۔ اقبال اخوند صاحب جو آج ہماری ترجمانی
کے لیے باہر گئے ہوئے ہیں اس نے ۸ فروری کو نوائے وقت میں کہا ہے کہ اس مسئلے کو ہم اقوام متحدہ میں لے جانے
کے لئے سوچ رہے ہیں۔ لیکن بیان کے اندر جو آتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم اس کو اقوام متحدہ میں نہیں لے جا سکتے۔ اگر آپ اس
کو اقوام متحدہ میں نہیں لے جا سکتے تو پھر آپ بیرونی ممالک کے دورے کا ہے کے لئے کر رہے ہیں۔ یہ پاکستان کی ترجمانی
ہرگز نہیں۔ پاکستان کی ترجمانی کے لئے ایک اعلیٰ سطح کا وفد بھیجنا چاہیئے تھا۔ ایک جانب ہم کچھ خطوط لکھ کر ان ممالک کی
خدمت میں بھیج رہے ہیں۔ کہ مہربانی کر کے ہمارے یہ خطوط پڑھ لو۔ یہ ہمارے ترجمان ہیں۔ آپ کل کے پرچہ نوائے وقت
میں دیکھیں۔ اقبال صاحب روس گئے ہماری صرف اتنی بات دو سطور میں آگئی ہے کہ انہوں نے اپنا خط پہنچا دیا اور
روس کے وزیر خارجہ سے اس نے کشمیر کے مسئلے پر بھی تبادلہ خیال کیا ہے۔ اس کے بعد روس کے وزیر خارجہ نے اپنے جتنے بھی
مطالب تھے اور جتنے بھی ان کے مسائل تھے خصوصیت سے افغانستان کے سلسلے میں وہ سارے کے سارے ان کے
سامنے بیان کر دیئے وہ ساری تفصیل اس کی آئی ہے ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ہماری ترجمانی عالمی رائے عامہ ہموار کرنے کے
لئے کس طریقے سے کی جا رہی ہے اگر یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم کشمیریوں کی حمایت اسی طریقے سے کرتے ہیں کہ جس طریقے سے ہم نے
نمیبیا کی کی ہے جس طریقے سے ہم نے فلسطین کی کی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ ؎

آسماں دشمن ہو کیوں اس کا
جس کے تم دوست بن گئے

یہ ترجمانی کس کی ہو رہی ہے میرے نزدیک یہ انڈیا کی حمایت ہے ہماری ترجمانی نہیں کہ دنیا کے اندر یہ کہا جائے
کہ ہم اسلام کی بنیاد پر یہ حق نہیں مانگ رہے بلکہ معمول کے مطابق حریت پسندوں کی حمایت ہے۔ یہ ملک جو تقسیم ہوا ہے
اس بنیاد پرستی کی بنیاد پر ہی ہوا ہے۔ جس کو آج ہم اپنے لئے عار اور شرم سمجھتے ہیں اور جب کبھی بھی کشمیر کا مسئلہ زبان پر
آتا ہے تو ہم اسلام کا نام وہاں نہیں لیتے حالانکہ کشمیر کے مسئلے کی بنیاد اسی پر ہے اور اسی بنیاد پر ہمارا مطالبہ ہے اور اسی کو
اقوام متحدہ نے تسلیم کیا تھا کہ راجہ نے وہاں جا کر الحاق کا اعلان کیا۔ مسلمان اکثریت نے اسلام کی بنیاد پر انکار کیا۔ مسٹر نہرو
نے اقوام متحدہ میں جا کر کہہ دیا تھا کہ ٹھیک ہے اس کے الحاق کا اعلان صحیح نہیں ہے اور یہ علاقہ متنازعہ فیہ ہے اب
اگر ہم اصل دعوے سے دستبردار ہوں تو پھر ہمارے پاس اور کیا رہ جاتا ہے۔

یہ کہنا بھی غلط ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں ان کی فوجیں آئی ہیں ۔ جب مقبوضہ کشمیر آپ کا متنازعہ علاقہ ہے وہ جھگڑے کا علاقہ اور اس کا فیصلہ ہونا ہے ۔ آپ اس کے وکیل اور مختار عام ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ بین الاقوامی دنیا کو یہ باور کرائیں کہ بھارت ہمارے گھر پر حملہ آور ہوا ہے اس لئے کہ جو متنازعہ فیہ علاقہ ہے اس میں بھارت کو آنے کا کیا حق پہنچتا ہے کہ وہاں غیر محدود فوجیں بھیجے اور تباہی سے بچائے ۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر میرے پڑوس میں میری دیوار کے پیچھے دشمن کی فوجیں مورچہ بند ہو جاتی ہیں تو میں اس صورت حال میں کیسے مطمئن بیٹھ سکتا ہوں ۔ آپ نے دنیا کو یہ بتلانا ہے کہ آج ہم جارحیت کا شکار ہیں جارحیت ہو رہی ہے ۔ اور ہم نے مجبوراً اس جارحیت کا مقابلہ کرنا ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہوں گا کہ اگر ان لوگوں کے ہاتھ میں یہ بات رہی جو اسلام کا نام لینے سے شرماتے ہیں تو پاکستانی کبھی نہیں لڑ سکے گا ۔ آج افغانستان کی جنگ نے ثابت کر دیا ہے کہ دنیا کے اندر سب سے بڑی قوت اسلام ہے ۔ اسلحہ نہیں ۔ ہم ہندوستان کو کہتے ہیں کہ وہ روس کے حالات سے عبرت حاصل کرے ۔ تمہاری طاقت روس کی طاقت سے زیادہ نہیں ۔ تمہاری فوج روس کی فوج سے زیادہ نہیں ۔ تمہاری تعداد روس کی تعداد سے زیادہ نہیں ۔ تمہارے وسائل روس کے وسائل سے زیادہ نہیں ۔ اگر روس اسلام سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا اور اس کی ہر ریاست کے اندر بغاوت ہے ۔ ہندوستان میں بھی ایک قوم نہیں ہے ۔ بلکہ ہندوستان میں سینکڑوں قومیں آباد ہیں ۔ اگر اسلام کے ساتھ اس نے ٹکر لی تو نتیجہ روس سے مختلف نہیں ہوگا ۔ اور فتح ہماری ہوگی ۔

اگر آج ہمارے پاس کچھ ہے تو وہ صرف اور صرف قوت ایمانی ہے ۔ اس لئے ہمارے حکمرانوں کی زبانوں میں لکنت ہے وہ ساری دنیا کے سامنے یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی حمایت کر رہے ہیں جس طریقے سے ہم نے نمیبیا کی کی ہے جس طریقے سے فلسطین کی کی ہے ۔ یہ غلط بات ہے ، یہ پاکستان کی ترجمانی نہیں ہے ۔ اگر ہمارے سفیر باہر جا کر اور ہمارے ایلچی باہر جا کر ہماری یہ ترجمانی کرتے ہیں تو ہم اس ترجمانی پر لعنت بھیجتے ہیں ۔ یہ ہماری ترجمانی نہیں ، یہ پاکستان کی ترجمانی نہیں ۔ یہ پاکستانی مسلمانوں کی ترجمانی ہرگز نہیں یہ کسی اور کی ترجمانی ہو تو ہو ، ہماری ترجمانی نہیں ۔

میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں سے عرض کروں گا کہ وہ سوچیں کہ تمہاری باتوں میں کتنا تضاد ہے اپنی بات کو ایک کرو کہ دنیا کے سامنے کیا پیش کرنا ہے ان سے کیا کہنا ہے ۔ اور اس سے کیا مانگنا ہے ۔ اس لئے میری گذارش ہوگی کہ ہمیں دنیا کو عملی طور پر یہ دکھانا ہوگا کہ واقعی کشمیر کا مسئلہ آج آتش فشاں بنا ہوا ہے اور وہ کبھی پھٹ سکتا ہے ۔ صرف زبان سے کہنے کی بات نہیں ہے ۔ اس کے لئے ہمارے سامنے تاریخ ہے قوموں کے واقعات موجود ہیں ۔ جنگ عظیم کے زمانے میں برطانیہ نے دیکھا کہ ہم پر جنگ مسلط کی جا رہی ہے ۔ چرچل کو بلا کر وزیر اعظم بنا دیا گیا ۔ اس لئے کہ قومی مسئلہ تھا ۔ ملک کے ہر ہر چپہ پر جلوس نکالے جا رہے ہیں اس کے لئے عملی صورت یہ ہے کہ قومی

حکومت کسی جوان تجربہ کار مرد کے زیر نگرانی بناؤ۔ اس لئے کہ یہ قوم کا مسئلہ ہے ملک کا مسئلہ ہے اور ملک کے تحفظ کا مسئلہ ہے لہذا قومی حکومت کسی تجربہ کار مرد کی زیر نگرانی بننی چاہیئے جس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں شامل ہوں۔ اس سے عالمی طاقتوں کو باور ہو گا کہ واقعۃً ہمیں خطرہ ہے۔

صرف زبانی دعووں سے دنیا کو یقین دہانی نہیں کرائی جا سکتی۔ یہ دلیل کہ ہم ان کے ساتھ بھی اتنی ہمدردی رکھتے ہیں جیسے نمیبیا کے ساتھ رکھتے تھے۔ خدا کے لئے یہ قوم تباہ کرنے کی داستان ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ قوم اور فوج کو کہاں لے جانا چاہتے ہیں۔ میں فوج کی لڑائی کا قائل نہیں ہوں۔ آج بھی کہتا ہوں کہ اس کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ پہلے اپنی مغربی سرحد کی حفاظت کریں۔ اور اس کی حفاظت کا طریقہ کار صرف اور صرف ایک ہے کہ مجاہدین کے مسئلہ کو حل کرو اور انہی کی مرضی کے مطابق حل کرو۔ جب کہ اس کا واحد طریقہ کار یہ ہے کہ ان کی عبوری حکومت کو تسلیم کر کے ان سے انتخاب کراؤ تاکہ ان کی مستقل حکومت وہاں بن جائے تین مہینے کے اندر ان سے کہا جائے کہ انتخابات کراؤ اور اپنے ملک میں چلے جاؤ۔ اگر آپ ان کی عبوری حکومت کو تسلیم کرتے ہیں اور انتخابات کراتے ہیں تو پھر وہ مجبور ہیں کہ اپنے ملک میں چلے جائیں۔ جب وہ اپنے ملک میں چلے جائیں گے تو آپ کو ایک کروڑ انسانوں کی رضا کارانہ سپاہی مل جائیں گے۔ آپ پر میزائل نہیں گر سکتے۔ جب کہ آج ہم ان کے میزائلوں کا جواب تک نہیں دے سکتے۔ ہمیں بتلایا جائے کہ ہم پر میزائل پھینکے گئے ہم نے کیا جواب دیا ہے؟ ہم نے صرف یہ کہا کہ دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ ورنہ پھر دیکھا جائے گا۔ ہندوستان نے ہمارے آدمیوں کو چکوٹھی اور دوسرے مقامات پر شہید کیا۔ ہم نے کہا خبردار ایسا نہ کرنا۔ بھائی وہ ہمارے گھر میں داخل ہو کر تباہی مچا رہے ہیں۔

تمہاری زبان میں لکنت کیوں ہے۔ یہ کیا بات ہے کہ تم خط دے کر ایلچیوں کو بھیجتے ہو۔ وزیر خارجہ کیوں بیٹھا ہے۔ اس وقت ضرورت ہے کہ وزیر خارجہ حزب اختلاف کے ساتھ اعلیٰ سطحی وفد لے کر بین الاقوامی دنیا میں جائے تاکہ صحیح طور پر ہماری ترجمانی ہو سکے۔ ڈاکیے کو خطوط دے کر بھیجتے ہو کہ یہ ڈاک پہنچا دو۔ اگر ڈاک کے ذریعے بھیج کر یہ کہہ دیتے کہ یہ اہم ترین خط ہے خدا کے لئے اس پر توجہ کرو۔ خرچ بھی ہمارا نہ ہوتا۔ وقت بھی ضائع نہ ہوتا۔ لیکن اگر مسئلہ اہم ہے اور اس کی کوئی اہمیت ہے تو اعلیٰ سطح کے وفود بھیج کر عالم اسلام کو بتلاؤ کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ آج ہمارا ملک ہٹ رہا ہے۔ ہماری مشرقی اور مغربی دونوں سرحدات غیر محفوظ ہیں۔ سندھ کے اندر ہماری کیفیت یہ ہے کہ آج خود وزیر داخلہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہاں بیرونی مداخلت ہو رہی ہے۔ آج وہ وہی بات تسلیم کر رہے ہیں جس کے لئے ہم ایک سال سے چلا رہے ہیں کہ خدا کے لئے وہاں بیرونی مداخلت ہو رہی ہے لیکن اس وقت تسلیم کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا۔ اب ہم کہاں جائیں۔ اور کس کے سامنے فریاد کریں۔ یہ ہمارے جو بڑے بڑے بیٹھے ہیں کیا ان کا فرض نہیں ہے کہ ملک کے سرحدات اور ملک کے نظریات کا تحفظ کریں۔ جو لوگ ملک کے نظریات

کے تذکرہ سے بھی شرماتے ہیں۔ ان کو ہماری نمائندگی کرنے کا کوئی حق نہیں۔

آخر میں میں گذارش کروں گا کہ اگر واقعتہً یہ مسئلہ اہم ہے تو دنیا کو عملی طور پر یہ باور کرانے کے لئے قومی حکومت بناؤ جو کسی تجربہ کار مرد کی نگرانی میں ہو اقوام متحدہ اور دوسرے بین الاقوامی میں اعلیٰ سطحی وفود بھیجو۔ یہ کہنا سراسر خلاف حقیقت ہے کہ ہم کشمیر کی حمایت نیمبیا یا فلسطین کر رہے ہیں۔ جب کہ کشمیر ہماری شہ رگ ہے کیا ہم اپنی شہ رگ کو نہیں جانتے جس پر زندگی اور موت کا دارومدار ہے۔ نیمبیا اور فلسطین کے ساتھ انسانی ہمدردی ٹھیک ہے۔ کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جہاں کہیں بھی کسی قوم پر ظلم ہو رہا ہو ہم اس کی حمایت کریں گے۔ اور ان کی مناسبت کے لحاظ سے اقدام کریں گے۔ لیکن کشمیر میں تو ہمارے ہاتھ پاؤں کاٹے جا رہے ہیں۔ ہاتھ پاؤں نہیں شہ رگ کاٹی جا رہی ہے۔

آخری بات کہتا ہوں۔ میرے نزدیک یہ کہنا غلط ہے کہ مشرقی یورپ میں آزادی کی لہر آئی اور کشمیری اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ صرف موسم اور ہوا کی تبدیلی کی بات نہیں۔ راجیو نے ۱۷ جولائی کو پاکستان کے دارالخلافہ میں بیٹھ کر وزیر اعظم اور سارے پاکستانیوں کے سامنے یہ کہا کہ کشمیر کا مسئلہ ختم ہو چکا ہے کیونکہ وہاں رائے شماری ہو چکی ہے لہذا وہاں کوئی بات باقی نہیں رہی۔ اس سے اشتعال ہوا۔ جواباً کشمیری اٹھ کھڑے ہوئے اور آج کشمیر کے گلی گلی اور ہر مسجد کے اندر آزادی کی آواز گونجی۔ جو لوگ مسجد سے بھاگ کر بنیاد پرستوں کا نام لینے سے شرماتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہئیے کہ تحریکیں جب چلتی ہیں تو اس کی آوازیں مسجد سے گونجتی ہیں۔ پناہ بھی مسجد میں ملتی ہے۔ آج کشمیر کے اندر جو بھی اعلان ہوتے ہیں۔ مسجد کے لاؤڈ سپیکروں سے ہوتے ہیں۔ پناہ پھر بھی خدا کے گھر میں ملتی ہے۔ لیکن کامیابی کے بعد اقتدار پر ملحدوں کو بٹھایا جاتا ہے۔ جو بنیاد پرستوں کا نام سن کر شرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بنیاد پرست نہیں حقیقت میں وہ مذہب کے قائل ہی نہیں۔ اور پھر وہ ہماری ترجمانی کرتے ہیں۔ تو میں عرض کروں گا کہ کشمیریوں کی بیداری ایسے ہی اچانک اور اتفاقاً نہیں ہے۔ کہ انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا دیکھی یہ تحریک شروع کر دی نہیں انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب ہماری حق تلفی ہو رہی ہے کہ جب ہمارے وکیل پاکستان کے سامنے یہ بات ہو رہی ہے اور وہ خاموش ہیں۔ لہذا اب ہمیں اپنا حق خود منوانا ہوگا۔ اس لئے وہ اٹھ کھڑے ہوئے لہذا انہیں دنیا میں حق ملنا چاہئیے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔